جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

مدیر:- نعیم احمد نیّر

جلد نمبر ۸ نگرانِ اعلیٰ: مبارک احمد تنویر ، ماہ وفا 1382 ہش بمطابق جولائی 2003 شمارہ نمبر 7

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے 24ویں سالانہ اجتماع کا بخیر وخوبی انعقاد
27 تا 29 جون 2003 کو ہونے والے اس اجتماع میں ہزاروں خدام واطفال کی شرکت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کو امسال بھی اپنا سالانہ اجتماع 27 تا 29 جون بمقام Bad Kreuznach منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں جرمنی بھر سے کثیر تعداد میں خدام، اطفال، اور زائرین نے شرکت کی اور اجتماع کے روحانی، علمی اور ورزشی پروگراموں سے بھر پور استفادہ کیا، الحمدللہ۔ مؤرخہ 26 جون کو محترم امیر صاحب نے انتظامات کا معائنہ کیا اور ناظمین وکارکنان اجتماع سے گفتگو اور مصافحہ کیا۔

مؤرخہ 27 جون بروز جمعۃ المبارک صبح سے ہی خدام و اطفال کی آمد شروع ہوگئی۔ دوپہر ڈیڑھ بجے نماز جمعہ بڑے شامیانے میں ادا کی گئی پھر سب نے بڑی سکرین پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ براہ راست دیکھا۔ اس کے بعد ساڑھے تین بجے پرچم کشائی کی تقریب عمل میں آئی۔ محترم امیر صاحب نے جرمنی کا پرچم اور محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے لوائے خدام الاحمدیہ لہرایا۔ جس کے بعد محترم امیر صاحب نے دُعا کرائی۔ پھر اجتماع کی افتتاحی تقریب کا آغاز ہوا جس میں محترم امیر صاحب نے خطاب کیا اور دُعا کرائی۔

اجتماع کے تینوں دن خدام اور اطفال کے دلچسپ ورزشی و علمی مقابلہ جات منعقد ہوئے جس میں خدام اور اطفال نے گرم جوشی سے حصہ لیا۔ خاص طور پر کبڈی کے میچز میں کھلاڑیوں اور زائرین نے روایتی جوش کا مظاہرہ کیا۔ زائرین مقابلہ میں حصہ لینے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ محترم امیر صاحب اور مربیان سلسلہ نیز اراکین عاملہ نے خدام اور اطفال کے علمی و ورزشی مقابلہ جات میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔

پہلے دن رات کو سوال وجواب کی مجلس منعقد ہوئی جس میں مربیان سلسلہ نے خدام کے سوالات کے جوابات دیئے۔ حاضرین کی دلچسپی کے باعث یہ پروگرام رات دیر تک جاری رہا۔ دوسرے دن شام ساڑھے پانچ بجے اطفال کیلئے ایک نہایت دلچسپ پروگرام "انعام گھر" پیش کیا گیا جس میں بچوں سے سوالات کئے گئے اور درست جواب دینے والوں کو موقع پر ہی انعامات دیئے گئے۔ اسی شام کو "نماز کی اہمیت" کے بارہ میں ایک دستاویزی پروگرام بڑی سکرین پر پیش کیا گیا۔ یہ ایمان افروز پروگرام تمام شرکاء نے بہت توجہ اور خاموشی سے دیکھا اور سنا۔

تیسرے اور آخری دن مکرم نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی نے پوزیشن لینے والے خدام واطفال میں انعامات تقسیم کئے۔ اسی دن اسلام آباد ٹلفورڈ میں خدام الاحمدیہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کا بھی آخری دن تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وہاں اپنے اختتامی خطاب میں ازراہ شفقت جرمنی کو بھی اپنے خطاب میں شامل فرمایا جسے خدام واطفال نے پنڈال میں نصب بڑی اسکرین پر MTA کے ذریعے براہ راست دیکھا۔ حاضرین کو یوں محسوس ہوتا تھا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ پنڈال میں بنفس نفیس موجود ہیں۔ حضور نے اپنے خطاب میں نماز قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے آقا کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس اجتماع کو ہمارے لئے ہر طرح سے خیروبرکت کا موجب بنائے، آمین۔ (نمائندہ خصوصی اخبار احمدیہ)

جلسہ ہائے یوم خلافت کا انعقاد

جماعت لمبرگ میں مورخہ 23 مئی 2003 کو یوم خلافت منایا گیا۔ تلاوت کے بعد مکرم عبدالکبیر صاحب نے "قدرت ثانیہ" کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم طارق ظہیر بیگ صاحب نے "خلافت کا آسمانی نظام" پر تقریر کی۔ "جماعت احمدیہ میں نظام خلافت کا قیام" اس موضوع پر جناب اکبر بیگ صاحب نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ یہ جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ کل 184 افراد نے اس میں شمولیت اختیار کی۔

لوکل امارت فرینکفورٹ میں مورخہ 18 مئی بروز اتوار لوکل امارت فرینکفورٹ کے تحت "جلسہ یوم خلافت" زیر صدارت مکرم مولانا محمد الیاس منیر صاحب مبلغ سلسلہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم بمع اردو و جرمن ترجمہ کے بعد مکرم الیاس منیر صاحب نے جلسہ کی غرض وغایت بیان کی اور اس کی اہمیت حضرت مصلح موعودؓ کے اقتباس کی روشنی میں پیش کی۔ جلسہ کی پہلی تقریر لجنہ کی طرف سے مکرمہ رضیہ وسیم صاحبہ نے "خلافت کی برکات" کے عنوان سے کی۔ دوسری تقریر مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب نے بعنوان "حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا سنہری دور" جرمن زبان میں کی۔ اس کا رواں اردو ترجمہ مکرم منصور احمد صاحب نے پیش کیا۔ مکرم مولانا محمد الیاس منیر صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں خلافت کے قیام کی اہمیت قرآن کریم کی مختلف آیات کے حوالے سے بیان کی۔ دعا کے ساتھ یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ جلسہ میں کل حاضری 610 رہی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ترک نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہ بھی ہے کیونکہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے تو روح اور دل کی طاقتیں اُس درخت کی طرح (جس کی شاخیں ابتداءً ایک طرف کردی جاویں اور اُس طرف جھک کر پرورش پالیں) اُدھر ہی جھکتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اس کے دل میں پیدا ہو کر اُسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے جیسے وہ شاخیں۔ پھر دوسری طرف مڑ نہیں سکتا۔ اسی طرح پر دل اور رُوح دن بدن خدا تعالیٰ سے دور ہوتی جاتی ہے۔ پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے۔ اسی لئے نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 166)

Leipzig کے بین الاقوامی میلہ کتب میں جماعت احمدیہ کی شمولیت

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کے شعبہ اشاعت کے تحت جرمنی کے مشہور تاریخی شہر Leipzig جس کو جغرافیائی لحاظ سے جرمنی کا دل کہنا چاہیے، میں مورخہ 19 مارچ بروز جمعرات تا 22 مارچ بروز اتوار بین الاقوامی میلہ کتب میں اسٹال لگایا گیا۔ جس دن میلہ کا آغاز ہوا، جماعت کے مخلص کارکنان نے جماعت احمدیہ کے تعارف پر مشتمل ایک اشتہار جو خاص اس مقصد کے لئے تیار کیا گیا تھا، سینکڑوں کی تعداد میں تقسیم کیا۔ اس اشتہار میں میلہ کتب کے زائرین کو احمدیہ اسٹال پر آنے کی دعوت دی گئی جہاں اسلام کے بارہ میں سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے جائیں گے اور اسلام کے بارہ میں جرمن زبان میں لٹریچر مفت ملے گا۔ سینکڑوں کی تعداد میں جرمن مرد اور خواتین احمدیہ اسٹال پر تشریف لائے۔ اسی طرح روسی، البانوی، عرب، مصری اور الجزائر اور ترکی وغیرہ ممالک سے آنے والے زائرین، نوجوان طلباء وطالبات اور اخبار نویس، صحافی، اساتذہ اور مختلف طبقات فکر سے تعلق رکھنے والے افراد اسٹال پر آئے اور لٹریچر خاص طور پر قرآن کریم کا جرمن ترجمہ بڑے شوق سے خریدا اور احمدیت کے بارہ میں معلومات حاصل کیں۔ اس کے علاوہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت، ضرورت مذہب، اسلام میں (بقیہ صفحہ ۴ پر)

سرسبز وادیوں، خوبصورت جھیلوں کے ملک اٹلی کی سیر

اسلامی اور دوستانہ ماحول میں لوکل قیادت مائنز ویزبادن سے 39 خدام و اطفال کا ایک قافلہ مورخہ 14 اپریل 2003 کو اٹلی کی سیر کی غرض سے نماز سنٹر ویزبادن سے محترمی لوکل امیر صاحب کی دُعا کے ساتھ روانہ ہوا۔ ہمارا قافلہ A3 (ہائی وے) سے Murenberg ہوتا ہوا München گیا اور وہاں سے آگے Salzburg پہنچا جو کہ آسٹریا کا شہر ہے۔ وہاں سے Brennerpass کو پار کر کے پہاڑوں کی چوٹیوں اور رنگین وادیوں میں سے گزرتے ہوئے ہم صبح ۹ بجے Bützen شہر پہنچے۔ اس شہر کے نواح میں پہاڑی کے دامن میں واقع ایک گاؤں میں ہمارا ہوٹل تھا جو کہ پہلے سے بک کروایا گیا تھا۔ پہلے دن اسی شہر Bützen کی سیر کی گئی اور اگلے دن وہاں سے بذریعہ بس جو کہ کرائے پر حاصل کی گئی تھی، آگے جنوب کی جانب Gardasee کے علاقہ کو دیکھنے گئے۔ یہ علاقہ بہت خوبصورت ہے اور قدرتی مناظر جگہ جگہ دیکھنے کو ملتے ہیں۔ یہاں ہم نے ایک آبشار بھی دیکھی جو کہ اپنی نوعیت کی انوکھی آبشار ہے کہ پانی پہاڑ کے اندر گرتا ہے۔ پھر ہم اٹلی کے سب سے بڑے Freizeit Park گئے جو کہ اس جھیل Gardasee کے بالکل قریب واقع ہے اور اسی نام سے موسوم ہے۔ اس میں واقع جھیل تقریباً 80 کلومیٹر لمبی اور 6 سے 10 کلومیٹر چوڑی ہے۔ [illegible] Simone [illegible]

گاڑیوں کی بجائے کشتیاں چل رہی ہیں۔ وینس شہر کی اپنی آبادی تو تقریباً اڑھائی لاکھ ہے لیکن وہاں دن کے وقت سیاحوں اور کاروباری لوگوں کی تعداد چار ملین تک پہنچ جاتی ہے۔ سارے شہر کی گلیاں جو کہ بہت تنگ ہیں، بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ شہر میں جانے کیلئے ہر شخص کو ایک ویزا لینا پڑتا ہے جو کہ رقم کمانے کا ایک ذریعہ ہے۔

اگلے دن ہم Mailand شہر گئے۔ وہاں شہر دیکھنے کے علاوہ جوزف میسا اسٹیڈیم بھی دیکھا جہاں اٹلی کے مشہور فٹ بال کلب AC. Mailand اور Inter Mailand کھیلتے ہیں۔ تمام دوستوں نے اسٹیڈیم بہت پسند کیا۔ پھر ایک عجائب گھر دیکھا۔ اگلے دن Bützen شہر میں موجود ایک عجائب گھر گئے جہاں دنیا کے سب سے قدیم انسان کی لاش جو کہ Alpen کے پہاڑی سلسلہ سے کھدائی کے دوران ملی تھی، محفوظ کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اس عجائب گھر میں انسانی ارتقاء اور زمین کے اندر آنے والی تبدیلیوں کو پتھروں اور نقشہ جات کی مدد سے بتایا گیا ہے۔ ایک دن ایک اور عجائب گھر گئے جہاں زیتون کا تیل حاصل کرنے کا پرانا اور نیا طریقہ بتایا جاتا ہے۔

سارے سفر کے دوران تمام نمازیں باجماعت، بروقت ادا کی جاتی رہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام اطفال و خدام بڑی خوشی سے شامل ہوتے رہے۔ دوران سفر تمام خدام [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا سفرِ ہجرت

1984ء میں جنرل ضیاء نے جماعت کے خلاف بدنام زمانہ آرڈیننس جاری کر کے جماعت کے خلاف سخت پابندیاں عائد کر دیں۔ جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کیلئے فرائض منصبی کی ادائیگی محال ہو گئی۔ چنانچہ احباب جماعت کے مشورے کو قبول فرماتے ہوئے آپؒ نے پاکستان سے ہجرت کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ چنانچہ اس مضمون میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح حکومت پاکستان کی انتہائی سخت ناکہ بندی کے باوجود حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ باعزت طریق پر VIP لاؤنج سے سفر کے تمام مراحل طے کرتے ہوئے لندن پہنچ گئے اور حکومت وقت کی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو روکنے کی تمام کوششیں دھری کی دھری رہ گئیں۔ یقیناً اس میں اللہ تعالیٰ کی خاص تائید شامل تھی۔

انگلستان کے مشہور ومعروف صحافی اور مصنف ”آئن ایڈم سن“ نے اپنی کتاب ”A Man of God“ کے ایک باب میں ہجرت کی اس رُوداد کو سمویا ہے۔ یہ تصنیف انہوں نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی شخصیت سے متاثر ہو کر لکھی۔ قارئین کے لئے اس کے اردو ترجمہ ”ایک مردِ خدا“ کے صفحہ 291 تا 307 سے پیش خدمت ہے۔

(حاصل مطالعہ: عاصم شہزاد، جماعت ویزبادن مٹے، جرمنی)

(حضرت) خلیفہ رابع نے امراء اور دیگر مشیروں کے اس مشورے کو کہ انہیں پاکستان سے فوراً چلے جانا چاہیے، مان تو لیا لیکن صرف اس شرط پر کہ پاکستان چھوڑتے وقت ان کے خلاف ان کی گرفتاری کے نہ تو کسی قسم کے وارنٹ جاری ہوئے ہوں اور نہ ہی کسی مبینہ الزام کی جواب دہی کے لئے انہیں کسی کمیشن کے روبرو پیش ہونے کے لئے کہا گیا ہو۔ چنانچہ فرمایا۔ ”اگر اس قسم کا کوئی بھی وارنٹ جاری ہو چکا ہوتو میں ہرگز ملک نہیں چھوڑوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں میری سلامتی اور تحفظ کے لئے جماعت کو کتنی بڑی قربانی دینی پڑے گی۔ علاوہ ازیں ایسے حالات میں ملک سے میری روانگی کی صورت میں بعض لوگوں کو اگر بلاواسطہ نہیں تو بالواسطہ افواہوں کی صورت میں ہی سہی طرح طرح کی باتیں بنانے کا موقع مل جائے گا اور یہ کہا جائے گا کہ یقیناً مجھ سے کوئی جرم سرزد ہوا ہوگا ورنہ میں اس طرح ملک چھوڑ کر نہ چلا جاتا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس صورت میں مجھ پر اس قسم کا الزام ضرور لگایا جائے گا اور میں ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ کسی کو بھی اس قسم کی الزام تراشی کا موقع فراہم کروں۔“

بادلِ ناخواستہ امراء اور مشیروں نے (حضرت) خلیفہ رابع کے اس مشروط فیصلے کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ چنانچہ پاکستان سے خاموشی سے نکل جانے کے جملہ انتظامات ایک ایسے دوست کے سپرد کر دیئے گئے جو افواج پاکستان میں ایک سینئر افسر رہ چکے تھے اور اب ریٹائرڈ زندگی گزار رہے تھے۔ سب سے پہلے تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ (حضرت) خلیفہ رابع ہوائی جہازوں کی کمپنی ”کے ایل ایم“ (KLM) کے ذریعے ہی سفر کریں گے کیونکہ یہی آپ کی پسندیدہ ہوائی سروس تھی جس پر آپ سفر کرنے کے عادی تھے۔ چنانچہ ربوہ سے تقریباً سات سو پچاس میل دور ایک رضا کار صرف اس غرض سے کراچی بھجوا دیا گیا تاکہ روانگی کے جملہ انتظامات کر سکے۔ یہی کام ٹیلیفون کے ذریعہ بھی ہو سکتا تھا لیکن ٹیلیفون کے تار ٹیپ کئے جا رہے تھے اور اس پر کی گئی ساری گفتگو باقاعدہ سرکاری طور پر ریکارڈ کر لی جاتی تھی۔

اس ہفتے میں کراچی سے یورپ جانے والی صرف دو پروازیں تھیں۔ ایک کی روانگی تیس اپریل پیر کی صبح اور دوسری کی روانگی دو مئی بدھ کو تھی۔ (حضرت) خلیفہ رابع کی خواہش تھی کہ وہ بدھ کو روانہ ہونے والی پرواز پر جائیں تاکہ تیاری کے لئے تھوڑا بہت وقت مل جائے لیکن جب کراچی بھیجا جانے والا شخص واپس آیا تو اس نے بتایا کہ کے ایل ایم کے منیجر کی خواہش ہے کہ آپ اولین یعنی تیس اپریل کو علی الصبح روانہ ہونے والی پرواز پر ہی سفر کریں۔

بدھ کی پرواز پر بہت سی نشستیں خالی تھیں جبکہ پیر کو اس پرواز پر سب نشستیں پر ہو چکی تھیں۔ لیکن منیجر نے یقین دلایا کہ اس پرواز پر کم از کم چھ نشستیں مل جائیں گی۔ منیجر نے اس پیشکش کی کوئی وجہ تو نہیں بتائی تھی لیکن اس کی پیشکش قبول کر لی گئی۔ بعد میں بتایا گیا کہ یہ پرواز براہ راست ایمسٹرڈم (ہالینڈ) جا رہی تھی جبکہ بدھ کو جانے والی پرواز خلیج کی ایک ریاست سے ہو کر جاتی تھی اور اس امر کا تو امکان بلکہ اندیشہ تھا کہ حکومت پاکستان ہوائی جہاز کو خلیج کی ریاست ہی میں روک لیتی اور (حضرت) خلیفہ رابع کو ملزم قرار دے کر گرفتار کر لیتی۔ ان دنوں جماعت احمدیہ کے صدر مقام ربوہ کی

کڑی نگرانی کی جا رہی تھی۔ یہ نگرانی جنرل ضیاء الحق کی پانچ مختلف خفیہ تنظیمیں کر رہی تھیں۔ ربوہ آنے جانے والے تمام راستوں پر ان خفیہ تنظیموں کے کارکن ہمہ وقت موجود رہتے تھے۔ ان لوگوں کی شناخت بہت مشکل بھی نہ تھی۔ ایک تنظیم پاکستان کی بری افواج سے تعلق رکھتی تھی۔ اس تنظیم کے کارکنوں نے فقیروں کا بھیس بدلا ہوا تھا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ عالم میں تنہا یہی ایسے فقیر رہ گئے تھے جنہوں نے اپنے فقیرانہ لباس کے ساتھ ملٹری کے مخصوص قسم کے بھاری بھرکم بوٹ بھی پہن رکھے تھے۔

(حضرت) خلیفہ رابع اس بات پر مصر تھے بلکہ یہ ان کا تاکیدی حکم تھا کہ ان کی روانگی کے متعلق کسی قسم کی غلط بیانی یا ابہام سے ہرگز کام نہ لیا جائے اور وہ خود نہ تو کوئی بھیس بدلیں گے اور نہ ہی کسی اور پاسپورٹ پر سفر کریں گے البتہ اگر جنرل ضیاء کی خفیہ تنظیمیں کسی خوش فہمی کا شکار ہو جائیں تو وہ جانیں اور ان کا کام۔ نماز فجر کے بعد علی الصبح (حضرت) خلیفہ رابع کی کار ربوہ سے روانہ ہوتی ہوئی نظر آئی۔ کار کی عقبی نشست پر ایک صاحب تشریف فرما تھے۔ وہ (حضرت) خلیفہ رابع کے معمولی لباس میں تھے یعنی اچکن زیب تن تھی۔ انہوں نے پنجابی طرز کی طرے دار سفید پگڑی جو سنہری کلا پر بندھی ہوئی تھی، پہن رکھی تھی۔ (حضرت) خلیفہ رابع کا معمول کا حفاظتی دستہ ان کے ہمراہ تھا۔ ایک کار ان کی کار کے آگے اور دو کاریں پیچھے پیچھے چل رہی تھیں۔ ان کاروں میں ان کا حفاظتی دستہ سوار تھا، جس کے ایک ایک فرد کو خفیہ تنظیمیں خوب پہچانتی تھیں اور ان میں سے ہر شخص اپنی اپنی نشست پر بیٹھا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔

راہ چلتے اکا دکا احمدیوں نے جب اس قافلے کو روانہ ہوتے دیکھا تو یہی سوچا کہ (حضرت) خلیفہ رابع دو سو میل دور اسلام آباد تشریف لے جا رہے ہیں۔ ربوہ کی نگرانی پر متعین پانچ سرکاری خفیہ تنظیموں میں سے چار خفیہ تنظیموں کا اندازہ بھی کم و بیش یہی تھا۔ ان تنظیموں نے اپنے افسران بالا کو رپورٹ بھجوائی کہ (حضرت) خلیفہ رابع اسلام آباد جانے کے لئے ربوہ سے روانہ ہو گئے ہیں اور ان کے قافلے کا معمول کے مطابق پیچھا کیا جا رہا ہے۔ کچھ عرصے بعد انہوں نے دوسری رپورٹ بھجوائی کہ (حضرت) خلیفہ رابع براہ

راست پنڈی اسلام آباد نہیں جا رہے بلکہ یوں لگتا ہے جیسے وہ پہلے جہلم رکیں گے جہاں ان کے عم زاد مرزا منیر احمد کی چپ بورڈ کی فیکٹری ہے۔ جہلم اسلام آباد سے ۷۰ میل مشرق میں واقع ہے۔ اندازہ یہی تھا کہ وہ رات معمول کے مطابق اپنے عم زاد کے ہاں گزاریں گے اور اگلے دن اسلام آباد روانہ ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ سیدھے راولپنڈی/اسلام آباد چلے جاتے تو وہاں کوئی نہ کوئی حکومتی نمائندہ ان سے ملاقات کا متمنی ضرور ہوتا۔

لیکن اس مرسیڈیز کار کی عقبی سیٹ پر (حضرت) خلیفہ رابع نہیں بلکہ ان کے بڑے بھائی (صاحبزادہ) ڈاکٹر مرزا منور احمد (صاحب) تشریف فرما تھے۔ (صاحبزادہ) مرزا منور احمد کے قافلے کی روانگی سے کافی پہلے رات کے دو بجے منہ اندھیرے دو اور کاریں ربوہ سے روانہ ہو چکی تھیں۔ یہ کاریں پہلے تو ایک ذیلی راستے سے لالیاں پہنچیں، جو ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ پھر وہاں سے ضلعی صدر مقام جھنگ اور بالآخر کراچی جانے والی شاہراہ پر کراچی جانے کے لئے عازم سفر ہو گئیں۔ ربوہ سے کراچی کا یہ فاصلہ تقریباً ۷۵۰ میل ہے ان دو کاروں میں سے پہلی کار میں (حضرت) خلیفہ رابع کا حفاظتِ خاص کا عملہ تھا جبکہ دوسری کار میں (حضرت) خلیفہ رابع بہ نفسِ نفیس تشریف فرما تھے۔

اس ریٹائرڈ فوجی افسر کا (جنہیں یہ ذمہ داری سونپی گئی تھی) کا اصرار تھا کہ (حضرت) خلیفہ رابع کے پاکستان چھوڑنے کے اس فیصلے کا علم انتہائی ناگزیر صورت میں بھی چند گنے چنے افراد ہی کو اور تفاصیل کا علم تو صرف چند گنتی کے افراد تک ہی محدود رہے۔ سوال اعتماد کا نہیں احتیاط کا۔ ظاہر ہے کہ اگر آپ کسی راز سے واقف ہی نہیں تو نادانستہ طور پر بھی اسے فاش نہیں کر سکتے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے پہلے ہی کم از کم دو افراد کو اس راز سے آگاہ فرما دیا تھا۔

(حضرت) خلیفہ رابع کے پاکستان چھوڑ دینے کے فیصلے اور روانگی کی تفاصیل طے ہو چکنے کے بعد روانگی سے دو دن قبل ایک معمر چینی النسل احمدی بزرگ ”عثمان چاؤ“ کا لکھا ہوا خط موصول ہوا جس میں انہوں نے اپنی ایک خواب کی تفصیل بیان کی۔ خواب کا مفہوم تو ان کی سمجھ میں نہیں آ سکتا تھا لیکن انہیں یہ یقین تھا کہ اس خواب کا (حضرت) خلیفہ رابع سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے۔ انہوں نے لکھا

”میں نے خواب میں دیکھا کہ (حضرت) خلیفہ رابع کی کار اسلام آباد جانے کے لئے روانہ ہونے والی ہے۔ میں کار کے پاس جاتا ہوں تاکہ سلام عرض کر سکوں لیکن جب کھڑکی میں سے جھانکتا ہوں تو یوں لگتا ہے کہ جیسے کار بالکل خالی ہو۔ مجھے سخت صدمہ ہوتا ہے اور میں گھبراہٹ کے عالم میں پکار اٹھتا ہوں ”(حضرت) خلیفہ رابع جا رہے ہیں، ان کی کار بھی جا رہی ہے لیکن آپ کار میں موجود نہیں ہیں“، پھر ایک اور آواز سنائی دیتی ہے کہ (حضرت) خلیفہ رابع کسی اور راستے سے روانہ ہو چکے ہیں اور بیرونِ ملک تشریف لے جا چکے ہیں۔ اس پر میں کار کے ساتھ ساتھ چلتا جاتا ہوں اور اسلام آباد کی بجائے ہم جہلم پہنچ جاتے ہیں جہاں ہم رات بسر کرتے ہیں۔“

یہ وہ خواب تھا جس کی تفصیل عثمان چاؤ نے اپنے خط میں بیان کی تھی۔ اس خط میں اس منصوبے کا سارا خاکہ موجود تھا جس کے مطابق (حضرت) خلیفہ رابع کو سفر کرنا تھا اور جس کے متعلق آخری فیصلہ ہوئے ابھی چند ایک گھنٹے ہی گزرے تھے۔ (حضرت) خلیفہ رابع نے فرمایا:-

”دوسرا خواب میری بیٹی فائزہ نے دیکھا جو اس وقت تئیس سال کی تھی۔ فوری طور پر تو اس خواب کی تعبیر سمجھ نہ آئی لیکن بعد میں ہونے والے واقعات نے اس خواب کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ ہمارے گھر میں کسی کو علم نہ تھا کہ بیرون ملک جانے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ لیکن روانگی سے ایک دن قبل میری بیٹی نے بتایا کہ اس نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میں ایک ویران سی سڑک پر سفر کر رہا ہوں۔ دو کاریں ہیں لیکن یہ وہ کاریں نہیں جن پر میں عموماً سفر کیا کرتا ہوں۔ کاریں ایک ایسی جگہ پہنچتی ہیں جہاں یوں لگتا ہے جیسے سڑک کی مرمت ہو رہی ہو۔ وہاں میری کار کی رفتار سست پڑ جاتی ہے۔ ویسے بظاہر سڑک کی مرمت کا کام نہیں ہو رہا اور نہ ہی کام کرنے والے مزدور کہیں دکھائی دے رہے ہیں۔ صرف بجری کے کچھ ڈھیر ہیں جن کے پاس سے گزرتے وقت کار کی رفتار دھیمی پڑ جاتی ہے۔ کیا دیکھتی ہوں کہ عین اس وقت کچھ بھکاری تیزی سے کاروں کی طرف بڑھتے ہیں لیکن ان کا انداز اور حلیہ مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ میں سخت پریشان اور سراسیمہ ہو جاتی ہوں۔ اچانک اگلی کار میں سے ایک بازو نمودار ہوتا ہے جو ایک ایک روپے کے بہت سے نوٹ ہوا میں اچھال دیتا ہے۔ نتیجتاً اکثر بھکاری ان نوٹوں پر جھپٹ پڑتے ہیں اور دونوں کاریں بجری کے ڈھیروں سے بچتی بچاتی آسانی سے آگے بڑھ جاتی ہیں اور کراچی جانے والے شاہراہ پر روانہ ہو جاتی ہیں“۔

ہوا یوں کہ لالیاں اور جھنگ کے درمیان سڑک ایک جگہ سیلاب کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ گئی تھی۔ وہاں اس کی مرمت کے لئے بجری کے کچھ ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ بری فوج سے تعلق رکھنے والی جاسوسی ٹیم نے اس قدرتی رکاوٹ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں اپنی نگران چوکی قائم کر دی تھی۔ فوجی جوانوں نے بھک منگوں کا روپ دھار رکھا تھا۔ جب یہ دونوں کاریں جن پر (حضرت) خلیفہ رابع اور ان کا حفاظتی عملہ سوار تھا، ذرا آہستہ ہوئیں تو فقیرانہ وضع کے یہ نوجوان فوراً کار کی طرف بڑھے۔ ان میں سے بعضوں نے درویشوں کی طرح لمبے لمبے لبادے اوڑھ رکھے تھے۔ جبی

تنومند اور بڑے کٹے جوان تھے۔ لیکن ایک غلطی ان سے ضرور سرزد ہوئی۔ وہ یہ بھول گئے کہ انہوں نے بری فوج کے سکہ بند بھاری بھرکم بوٹ بھی پہن رکھے ہیں۔ یہ عجیب وغریب "فقیر"، اپنی ہیئت کذائی کے ساتھ کار نمبر ۲ کی طرف تیزی سے بڑھ رہے تھے۔ یہی وہ کار تھی جس میں (حضرت) خلیفہ رابع اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے اب یقینی طور پر وہ (حضرت) خلیفہ رابع کو پہچان لیں گے۔ اچانک اگلی کار میں بیٹھے ہوئے حفاظتی عملے کے ایک رکن نے کار کی کھڑکی میں سے اپنا بازو باہر نکالا اور ایک ایک روپے کے نوٹوں کی مٹھی بھر نوٹ باہر پھینک دیئے۔ جس کا ردعمل یہ ہوا کہ فقیر نوٹوں پر جھپٹ پڑے۔ اس اثناء میں (حضرت) خلیفہ رابع کی کار آگے بڑھ گئی اور بجری کے ڈھیروں سے بچتی بچاتی پوری رفتار سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوگئی۔ البتہ کچھ فقیر اپنے ساتھیوں کی طرح اڑتے ہوئے نوٹوں کو پکڑنے کی بجائے بڑے غور سے کار میں موجود مسافروں کو گھورتے رہے۔

اگلے روز بری فوج کے جاسوس یونٹ کی طرف سے افسران بالا کو رپورٹ موصول ہوئی کہ (حضرت) خلیفہ رابع کو جھنگ کی طرف جاتی ہوئی ایک کار میں دیکھا گیا۔ ممکن ہے وہ کراچی جارہے ہوں۔ لیکن اس رپورٹ کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی کیونکہ باقی چار خفیہ اداروں کی طرف سے دی گئی متفقہ اطلاع یہ تھی کہ (حضرت) خلیفہ رابع اپنے حفاظتی عملے کی معیت میں اسلام آباد جارہے ہیں اور راستے میں انہوں نے اپنے چچازاد بھائی کے ہاں رات بسر کی ہے۔

KLM کی ایمسٹرڈیم جانے والی پرواز کو صبح دو بجے روانہ ہونا تھا۔ (حضرت) خلیفہ رابع کی کراچی ایئرپورٹ تک کی یہ سات سو پچاس میل طویل زمینی مسافت تو بخیریت طے ہوگئی تاہم حفاظتی عملے کے لئے اس سفر کا لمحہ لمحہ سولی پر لٹکے ہوئے گزرا۔ یہ مختصر سا قافلہ ایک ریستوران پر بھی رکا۔ ریستوران کیا تھا بس ایک مخصوص قسم کی سادہ سی دکان تھی جو سڑک کے کنارے پر واقع تھی جہاں ڈرائیور لوگ رک کر کھانا کھاتے اور چائے نوش کیا کرتے ہیں۔ (حضرت) خلیفہ رابع کے ڈرائیور نے احتیاطاً دکان سے دور ایک الگ تھلگ جگہ پر کار روک لی۔ مقصد یہ تھا کہ آپ دکان پر جانے کی بجائے وہیں کار ہی میں کھانا کھالیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کوئی آپ کو پہچان لے۔ لیکن (حضرت) خلیفہ رابع نے اس درخواست کو یکسر مسترد فرمادیا۔ فرمایا: "میری تو اس چائے خانے کے مالک سے خاصی شناسائی ہے۔ خلیفہ منتخب ہونے سے قبل میں کئی مرتبہ یہاں رکا ہوں اور چائے پی ہے"، چنانچہ آپ کار سے اترے اور چائے خانے کے مالک سے ملے۔ پرانی یادیں تازہ کیں، چائے پی اور تازہ دم ہوکر پھر سفر پر روانہ ہوگئے۔ کراچی ایئرپورٹ پہنچنے پر آپ ایک پرائیویٹ کمرے میں تشریف فرما ہوئے۔ جہاز کی روانگی کے مقررہ وقت سے ایک گھنٹہ قبل پاسپورٹ وغیرہ کی معمول کی چیکنگ ختم ہوئی۔ اب صرف اس اعلان کا انتظار تھا کہ مسافر جہاز پر سوار ہوجائیں۔ لیکن انتظار کی گھڑیاں لمبی ہوتی چلی گئیں۔

بالآخر اعلان ہوا کہ جہاز کی روانگی میں تاخیر ہوگئی ہے۔ (حضرت) خلیفہ رابع ایک الگ کمرے میں روانگی کے منتظر تھے۔ انتظار کے لمحے طویل سے طویل تر ہوتے چلے گئے لیکن جہاز روانہ نہ ہوا۔

KLM کے مینیجر نے یقین دلایا تھا کہ جہاز مقررہ وقت پر روانہ ہوجائے گا لیکن اب اس نے آکر معذرت کی اور بتایا کہ روانگی میں تاخیر صرف ایئرپورٹ حکام کی وجہ سے ہورہی ہے۔ ان کی وجہ ہی سے جہاز کو اڑنے کی اجازت نہیں دی جارہی۔

(حضرت) خلیفہ رابع تو اطمینان سے انتظار کررہے تھے لیکن ان کی (حضرت) بیگم صاحبہ اور حفاظتی عملے کے چہروں پر پریشانی کے آثار چھپائے نہیں چھپتے تھے۔ البتہ ان کی دونوں چھوٹی بیٹیاں آرام کی نیند سو رہی تھیں۔ ان معصوموں کو کیا خبر کہ انتظار کے لمحات کتنے کربناک ہوتے ہیں۔

لمحوں پر لمحے گزرتے چلے گئے۔ مقررہ وقت سے ایک گھنٹہ بعد کہیں جاکر اعلان ہوا کہ جہاز روانہ ہونے والا ہے۔

(حضرت) خلیفہ رابع، ان کی بیگم صاحبہ، دو بیٹیاں، جناب چوہدری حمید نصراللہ خان امیر جماعت ہائے احمدیہ لاہور اور بری افواج کے مذکورہ ریٹائرڈ افسر جہاز پر سوار ہوگئے۔ اب یہ لوگ تھے اور آٹھ گھنٹے کا طویل ایمسٹرڈم تک کا سفر۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاز کی روانگی میں تاخیر صرف (حضرت) خلیفہ رابع ہی کی وجہ سے ہورہی تھی۔

اگرچہ اس وقت تو اس بات کا علم نہیں ہوسکا تھا لیکن کئی ماہ بعد جاکر پتہ چلا کہ اس موقع پر (حضرت) خلیفہ رابع کس طرح گرفتار ہوتے ہوتے بال بال بچ گئے۔ ایئرپورٹ کے پاسپورٹ کنٹرول کے سامنے جنرل ضیاء کا اپنے دستخطوں سے جاری کردہ ایک حکمنامہ پڑا تھا۔ یہ حکمنامہ ملک کے تمام ہوائی، سمندری اور بری راستوں اور گزرگاہوں تک پہنچ چکا تھا۔ حکمنامے کے الفاظ یہ تھے:

"مرزا ناصر احمد کو جو اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کا خلیفہ کہتے ہیں، پاکستان کی سرزمین چھوڑنے کی ہرگز اجازت نہیں"۔

اس لئے کراچی ایئرپورٹ پر جہاز کی روانگی میں کچھ تاخیر ہوئی تو چنداں تعجب کی بات نہ تھی۔ جنرل ضیاء کو (حضرت) خلیفہ ثالث سے اکثر بار سابقہ پڑتا رہا تھا۔ اس لئے اس نے غلطی سے حکمنامے پر (حضرت) خلیفہ رابع یعنی (حضرت) مرزا طاہر احمد کی بجائے (حضرت) خلیفہ ثالث یعنی (حضرت) مرزا ناصر کا نام اپنے ہاتھ سے لکھ دیا! جنرل ضیاء الحق نے پابندی لگائی بھی تو (حضرت) خلیفہ ثالث پر جو اس پابندی کے لگنے سے دو سال قبل وفات پاچکے تھے۔ (حضرت) خلیفہ رابع کے پاسپورٹ پر وضاحت سے لکھا ہوا تھا کہ ان کا نام (حضرت) مرزا طاہر احمد ہے اور یہ کہ وہ عالمی جماعت احمدیہ کے امام ہیں۔

ایئرپورٹ پر انتظار کی ان طویل گھڑیوں کے دوران پاسپورٹ کنٹرول آفس کی مصروفیت اور تگ و دو بھی قابل دید تھی۔ اس الجھن کے حل کیلئے اسلام آباد سے مسلسل رابطہ کیا جارہا تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس گتھی کو سلجھانے کیلئے اگر کوئی افسر مجاز تھا بھی تو کس طرح اور وہ بھی صبح کے دو بجے۔ ڈیوٹی پر حاضر عملے نے جو نتیجہ اخذ کیا کہ معلوم ہوتا ہے کوئی پرانا حکم ہے جو شاید اب زائد المیعاد ہوچکا ہے۔ بہر حال مصدقہ اطلاع یہی ہے کہ (حضرت) خلیفہ رابع ربوہ سے اسلام آباد جانے کیلئے روانہ ہوچکے ہیں اور اب اسلام آباد پہنچنے ہی والے ہیں۔ بالآخر جہاز کو پرواز کرنے کی اجازت دے دی گئی۔

صبح کے تین بج رہے تھے۔ امام صاحب مسجد فضل لندن جناب عطاء المجیب راشد کے ہاں ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ راشد صاحب نے ٹیلیفون اٹھایا۔ "تیار ہوجایئے"، آواز آئی۔ "تیار تو میں ہوں لیکن کیسی تیاری؟"، آواز تو راشد صاحب نے فوراً پہچان لی تھی۔ یہ ربوہ سے بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کے مشنوں کے ناظم مسعود احمد تھے۔ انہوں نے بتایا "(حضرت) خلیفہ رابع چار گھنٹے قبل پاکستان سے یورپ روانہ ہوچکے ہیں۔ ان کے یورپ پہنچنے کا انتظار تھا۔ اس لئے آپ کو اس سے پہلے اطلاع نہیں دی گئی۔

عطاء المجیب راشد کہتے ہیں "یہ خبر سن کر میں فرط تشکر سے گنگ ہوکر رہ گیا۔ میری اہلیہ نے پوچھا کیسا فون تھا، خیر تو ہے؟ لیکن میں جواب کیا دیتا۔ میرے جسم وجان تو اللہ (تعالیٰ) کے حضور اس کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ ریز ہوچکے تھے کہ اس نے محض اپنے فضل سے آپ ہی ہمارے پیارے آقا کے مقدس وجود کی حفاظت کے سامان فرمادیئے تھے"، اس کے ساتھ ہی امام عطاء المجیب راشد (حضرت) خلیفہ رابع کے استقبال کی تیاریوں میں ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ ان کی اہلیہ نے (حضرت) خلیفہ رابع کی رہائش گاہ کے لئے کمرے خالی کردیئے اور ان کی صفائی شروع کردی۔ اسی طرح دفتر کے لئے بھی کمرہ خالی ہوگیا۔ لندن میں موجودہ جماعت کے اعلیٰ عہدہ داران کو بذریعہ ٹیلیفون فوراً خبردار کردیا گیا کہ وہ اس وقت یعنی ساڑھے چار بجے صبح ایک ہنگامی اجلاس میں لازماً شمولیت کریں۔ جماعت ہائے احمدیہ ہالینڈ کو بھی (حضرت) خلیفہ رابع کی متوقع آمد سے مطلع کردیا گیا۔ اس کے فوراً بعد یہ اطلاع بھی مل گئی کہ حضور کا جہاز ایمسٹرڈیم کے ہوائی اڈے پر اتر چکا ہے اور آپ لندن کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوچکے ہیں۔ آپ ساڑھے بارہ بجے سے ذرا پہلے مسجد فضل لندن پہنچ گئے۔ کم و بیش تین سو احمدی آپ کے استقبال کے لئے موجود تھے جو آپ کی آمد کی خبر سن کر کھنچے چلے آئے تھے۔

اس طویل ہوائی سفر کے بعد (حضرت) خلیفہ رابع کے چہرے پر تھکن کے آثار نظر آرہے تھے، آنکھیں سرخ ہورہی تھیں اور کپڑے شکن آلود تھے لیکن آپ نے سب سے پہلے مسجد میں حاضری اور ظہر کی نماز پڑھائی۔ آپ نے بتایا کہ میرا گلا بیٹھا ہوا ہے اس لئے میں بلند آواز سے نہیں بول سکتا۔ ربوہ میں چونکہ لاؤڈ سپیکر پر پابندی ہے۔ مسجد میں احباب جماعت سے مخاطب ہوتے وقت مجبوراً مجھے پورے زور سے بولنا پڑتا تھا جس کی وجہ سے گلا متاثر ہوا ہے۔ ادھر حضرت خلیفہ رابع کے ایمسٹرڈیم پہنچتے ہی جناب کاہلوں صاحب کی طرف سے ان کے برادر نسبتی کو ربوہ میں ٹیلکس کے ذریعے ایک عجیب وغریب پیغام ملا، جس کا متن یہ تھا! "قیمتی سامان جو ایمسٹرڈیم بھیجا گیا تھا بخیریت پہنچ گیا ہے اور جلد ہی لندن پہنچ جائے گا"، کوشش کے باوجود ٹیلکس کا معمہ ان کی سمجھ میں نہ آیا۔ پہلے انہوں نے دفاتر میں گھوم پھر کر اس کے حل کی کوشش کی۔ وہاں سے ناکامی کے بعد اپنی بیگم سے پوچھا کہ تمہارے بھائی نے یہ ایک عجیب وغریب ٹیلکس بھیجی ہے کہ ایک قیمتی پیکٹ پہنچ گیا۔ لاکھ مغز کھپایا لیکن کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ وہ کہنا کیا چاہتے ہیں۔ کسی کو کچھ پتہ نہیں۔ کہیں آپ نے تو ان کو کوئی پیکٹ نہیں بھیجا؟ ان کی بیگم "نہیں"، کہتے کہتے رک گئیں۔ پھر بولیں سنا تو ہے کہ حضرت خلیفہ رابع پاکستان سے تشریف لے جاچکے ہیں۔ میرا مشورہ تو یہ ہے کہ آپ یہ ٹیلکس فوری طور پر امیر مقامی کے پاس لے جائیں۔

دراصل یہی تو ایک خوش خبری تھی جس کا اس راز میں شریک چند لوگوں کو انتظار تھا۔ اب کیا تھا چشم زدن میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پہلے ربوہ اور پھر پاکستان بھر میں پھیل گئی۔

جنرل ضیاء الحق تو یہ خبر سن کر غصے سے باؤلا ہوگیا۔ وہ پہلے تو کراچی میں محکمہ امیگریشن کے افسرانِ بالا پر برسا اور انہیں بیک قلم معطل کردیا پھر اس نے حکم دیا کہ پوری اور ہمہ جہت تحقیق اور چھان بین کی جائے اور کوئی گوشہ فروگذاشت نہ ہونے پائے کہ "آخر یہ سب کچھ بغیر سازش اور ملی بھگت کے ہوا کیسے؟ یاد رکھو جو لوگ بھی اس سازش میں ملوث پائے گئے، میں ان کو ناکوں چنے چبوادوں گا"، جنرل ضیاء الحق نے چیخ کر کہا۔ ادھر ضلع جھنگ کی پولیس کے افسر اعلیٰ اسی صبح اپنے ایک دوست کے ہمراہ دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں بتایا گیا کہ اسلام آباد سے ٹیلیفون کال ہے۔ صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق فون پر منتظر ہیں، آپ ان سے بات کریں۔

"مرزا طاہر احمد کہاں ہے؟"، جنرل ضیاء الحق چلا رہا تھا "اسے میرے سامنے پیش کیا جائے"، ضیاء الحق کی آواز دفتر میں بیٹھے ہوئے مہمان کو بھی صاف سنائی دے رہی تھی۔

"جناب مجھے تو کچھ علم نہیں"، پولیس افسر نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔ مہمان مذکور نے بتایا کہ جواب دیتے وقت ضلعی پولیس کا یہ افسرِ اعلیٰ خوف سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ جواب سن کر جنرل ضیاء الحق غصے سے آگ بگولا ہوگیا اور دھاڑ کر بولا "تم کہنا کیا چاہتے ہو؟ تمہیں کیوں علم نہیں ہے؟ یہ ذمہ داری تمہاری ہے۔ وہ تمہارے ضلع کی حدود میں رہتا ہے۔ تمہارے ہوتے ہوئے تمہارے سامنے وہ غائب ہوگیا اور تمہیں اس کی کانوں کان خبر نہ ہوسکی، میں تو تمہیں پکڑوں گا، عافیت چاہتے ہو تو اسے فوراً پیش کرو"۔ ضلعی پولیس کے افسر اعلیٰ نے اپنی سراسیمگی پر قابو پاتے ہوئے انتہائی لجاحت سے جواب دیا "جناب خاطر جمع رکھیں میں ابھی ایک تحقیقاتی ٹیم تشکیل دے کر مرزا طاہر احمد کو جہاں کہیں بھی ہوا ڈھونڈ نکالوں گا"، جنرل ضیاء الحق کا جواب کیا تھا، دھمکیوں اور گالیوں کا ایک لاوا تھا جو کئی منٹ تک ابلتا رہا۔ ادھر لندن میں پاکستانی سفارت خانے میں سیکورٹی کا سربراہ اپنی جگہ مصروف عمل تھا۔ اس نے لندن میں مقیم ایک سابق پاکستانی سفیر سے ٹیلیفون پر دریافت کیا: "کیا تم جانتے ہو کہ مرزا طاہر احمد اس وقت کہاں ہیں؟"، سابق سفیر نے جواب دینے کی بجائے ایک اور سوال کردیا: "یہ بات آپ مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں؟"، سفارت خانے کے سیکورٹی افسر نے جواب دیا: "ہمیں پاکستان سے اطلاع ملی ہے کہ مرزا طاہر احمد خفیہ طریق سے پاکستان چھوڑ کر سوئٹزرلینڈ چلے گئے ہیں لیکن سوئٹزرلینڈ کے ذرائع نے بتایا ہے کہ وہاں تو ان کی آمد کا نام ونشان تک نہیں ہے"، اس پر سابق سفیر نے جواب دیا: "حضرت خلیفہ رابع ایک مسافر کی طرح ایک معمول کی پرواز پر پاکستان سے روانہ ہوئے تھے اور وہ اس وقت لندن میں ہیں"۔

اگلے دن آپ کی پاکستان سے ہجرت کی خبر کو دنیا بھر کے اخباروں نے جلی حروف میں شہ سرخیوں کے ساتھ صفحہ اول پر جگہ دی۔ پاکستان اور ہندوستان کے مسلمانوں نے یہ خبر

Vol. 8 Monthly Akhbar-e-Ahmadiyy Germany Issue7
National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt/M, Germany, Tel.: 069-50688652, Fax: 50688655

رنگ وانوار کا اک اور سمندر نکلا

آسماں صاف ہوا درد کی برسات کے بعد
پھر صبح جاگ اٹھی خوف کی اک رات کے بعد
رنگ و انوار کا اک اور سمندر نکلا
معجزہ اور کھلا ہم پہ کرامات کے بعد
اُس کی آنکھوں میں وہ جادو ہے کہ، جادو کیا ہے
نور ہی نور ہے بس نور سماوات کے بعد
اس کا لہجہ ہے تہجد کی دُعاؤں جیسا
اس کی باتیں ہیں کہ سوغات ہیں آیات کے بعد
میرے سورج پہ کبھی رات نہ آئے یا رب
اس کو صدیوں نے تراشا ہے مناجات کے بعد
سرمئی سوچ تھی آنکھوں میں اندھیرا تھا مگر
کھل گئے عقل کے دروازے ملاقات کے بعد
کفر کیا اور ہیں کفار کے فتوے کیا کیا
کھل ہی جائے گی حقیقت بھی حکایات کے بعد
ہم فقیروں پہ عنایت ہے خدا کی کیا کیا
وہ بھی مسرور ہوا ہم پہ عنایات کے بعد
سجدۂ شکر کا سجدہ ہی کروں گا ساحل
مجھ تہی دست کو کیا کیا نہ ملا، مات کے بعد

(خالد ملک ساحل)

بقیہ سفر ہجرت

بی بی سی کی عالمی سروس کے ذریعے سنی۔ انگریزی اور اردو میں دیئے گئے انٹرویو میں جو بی بی سی کے اردو اور انگریزی کے پروگراموں میں نشر ہوا حضرت خلیفہ رابع نے سفر ہجرت اور اپنے آئندہ منصوبوں پر روشنی ڈالی۔

جنرل ضیاء الحق کو یقین تھا کہ وہ جماعت احمدیہ کا گلا گھونٹ کر رکھ دے گا لیکن یہ سب کچھ اس کی کوشش اور خواہش کے برعکس ہوا اور اس نے اس تحریک کو ترقی کرنے اور پھولنے پھلنے کا ایک نادر موقع فراہم کردیا۔ لندن آج بھی بین الاقوامی رابطے اور میل ملاپ کے لئے ایک مصروف ترین مرکزی گزرگاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ لندن پہنچ کر حضرت خلیفہ رابع کو وہ موقع میسر آگیا جس سے فائدہ اٹھا کر اب وہ جماعت احمدیہ کی بھرپور اور موثر رہنمائی کر سکتے تھے جس سے جماعت کا دنیا بھر کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کا خواب بآسانی شرمندہ تعبیر ہوسکتا تھا۔ لندن آنے کے بعد آپ نے ایک مرتبہ اس سلسلے میں فرمایا "خدائی حکمتیں بھی کتنی حیرت انگیز ہوتی ہیں"۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت خلیفہ رابع اپنی یقینی گرفتاری سے صرف بارہ گھنٹے قبل بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے تھے۔ آپ کی ہجرت کی خبر سے صرف بارہ گھنٹے قبل گورنر پنجاب بذریعہ ٹیلیفون یہ حکم دے چکے تھے کہ مرزا طاہر احمد لاہور پہنچ کر فوراً اس کے دفتر حاضر ہوں۔ اگر یہ حکم ان تک پہنچ جاتا اور اس کی تعمیل میں وہ گورنر پنجاب سے ملتے تو یقینی طور پر گرفتار کرلئے جاتے۔

"آپ کا نوازش نامہ ملا"

مکرم ومحترم مدیر صاحب اخبار احمدیہ جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکتہ

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہونگے اور خدمات دینیہ میں ہمہ تن مصروف ہونگے۔ خاکسار نے اخبار احمدیہ کا مطالعہ کیا ہے اور اس کے بہت سے مضامین کا خلاصہ اپنی کاپی میں بھی درج کرلیتا ہوں جو کہ ہمیشہ روحانی پیاس بجھانے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ خاکسار نے بھی کئی دفعہ خط لکھنے کا سوچا تاکہ آپ لوگوں کی کاوشوں اور نیک مساعی پر آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کروں مگر ہمیشہ کوئی نہ کوئی کام آڑے آجاتا۔ کچھ عرصہ قبل "آپ کا خط ملا"، کے عنوان کے تحت شائع شدہ ایک خط پر نگاہ پڑی جو کہ مکرم برادرم رشید احمد طیب مبلغ سلسلہ افریقہ کا تھا جس میں انہوں نے ایک تجویز پیش کی تھی کہ "اگر اخبار احمدیہ جرمنی میں نو احمدی (جرمن یا دوسرے) احباب کے انٹرویوز کا ایک سلسلہ شروع کیا جائے تو بہت اچھا ہوگا"۔ مجھے انکی یہ تجویز بہت ہی پسند آئی اور میری اپنی رائے میں اس سے اخبار احمدیہ جرمنی کی مقبولیت میں مزید اضافہ ہوگا۔ چنانچہ خاکسار نے ان کی اس تجویز کے جواب میں عملی قدم اٹھایا ہے اور اپنے ایک نو احمدی جو کہ کرغیز قوم سے تعلق رکھتے ہیں، کا انٹرویو لیا ہے جو کہ آپ کی خدمت میں ارسال کررہا ہوں۔ اگر آپ کو یہ انٹرویو پسند آگیا اور اخبار میں جگہ بنانے میں کامیاب ہوگیا تو خاکسار آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رکھے گا۔ ان کا نام مکرم عمر بیکووف گونک بیک ہے۔ 10 جون 2002 میں انہوں نے بیعت کی تھی۔ اسکے بعد سے ایک پرجوش داعی اللہ بن چکے ہیں۔ 1978 میں یہ روس کی کمیونزم پارٹی میں شامل ہوئے تھے۔ روس کے ٹوٹنے تک اس پارٹی کے ساتھ رہے تھے۔ روسی ترجمہ قرآن کے انہوں نے صفحوں کے صفحے زبانی یاد کرلئے ہیں۔ نماز اور تہجد کے عادی ہیں۔

امید ہے کہ آپ سے آئندہ بھی رابطہ رہے گا۔ خاکسار نے حال ہی میں ازبیک زبان کی تعلیم مکمل کی ہے اور اب حضور انور خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے کرغیز زبان سیکھ رہا ہوں۔ میری طرف سے آپ سب بھائیوں کی خدمت میں سلام عرض ہے اور ساتھ درخواست دعا بھی ہے۔

والسلام، خاکسار بشارت احمد شاہد، مبلغ سلسلہ کاراکول، کرغیزستان۔

بقیہ میلہ کتب

عورتوں کے حقوق، اسلامی جہاد، نکاح اور شادی کے آداب وغیرہ موضوعات پر سیر حاصل اور دلچسپ بحث ہوئی۔ زائرین کو کھانا، چائے، بسکٹ وغیرہ پیش کیے گئے۔ زائرین میں سے جن احباب نے زیادہ دلچسپی کا اظہار کیا ان سے مزید رابطے کیلئے پتہ جات لئے گئے۔ اسٹال پر مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب بھی موجود رہے۔

(شاہد حسن، نیشنل سیکرٹری اشاعت)

اعلان تصحیح

جون 2003ء کے شمارہ کے صفحہ ۳ پر مولانا محمد صدیق ننگلی صاحب کی تاریخ وفات میں سہو کتابت سے غلطی ہوگئی ہے۔ صحیح تاریخ 10 ستمبر 2002ء ہے۔ احباب نوٹ کرلیں

جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

کرغزستان کے ایک نواحمدی کا انٹرویو

خاکسار (بشارت احمد مربی سلسلہ): سب سے پہلے آپ اپنا تعارف کروادیں؟

عمر بیکووف گونک بیک: خاکسار ۶ فروری 1954 کو کرغزستان کے صوبہ اسی کول کے ایک شہر رباچی میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم یہیں سے حاصل کی اور پولی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ میں داخلہ لیکر انجینئر بنا۔ پھر مختلف اداروں اور فیکٹریوں میں جن میں کرغیزستان کے ایک صوبہ جلال آباد میں سونے کی فیکٹری میں ڈائریکٹر کے عہدے پر خدمات سرانجام دیں۔ میں گھر میں اکیلا ہی احمدی ہوں۔ میری ایک بیٹی اور ایک بیٹا جرمنی میں تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

خاکسار: احمدیت کی طرف آپ کی توجہ کب اور کیسے ہوئی؟

عمر بیکووف گونک بیک: گزشتہ کئی سالوں سے میرے ذہن میں ایک سوال بار بار آرہا تھا کہ انسان اس دنیا میں کیوں آیا ہے اور اسے کس مقصد کیلئے بھیجا گیا ہے؟ اپنے اس سوال کے جواب کیلئے میں نے بہت سی کتب کا مطالعہ کیا اور بہت سے مذہبی لوگوں سے بھی ملا۔ کئی سال تک مختلف مسلمان فرقوں اور جماعتوں کے ساتھ بھی اٹھنا بیٹھنا لگا رہا۔ مگر میرے سوال کا جواب مجھے نہ مل سکا۔ 2002 میں ایک روسی اخبار "Vecherny Bishkek"، کے صفہ اول پر نظر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک دینی مضمون چھپا ہوا ہے اور اس میں مضمون کے ساتھ ساتھ دو تصاویر بھی دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک تصویر ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تھی جبکہ دوسری تصویر ہمارے لوکل کرغیز مبلغ مکرم طلائی بیگ عثمان صاحب کی تھی۔ خاکسار کے دل میں کچھ تسکین سی محسوس ہوئی اور اخبار ہاتھ میں لیا اور جماعت احمدیہ کے مرکز سے رابطہ کیا۔ مجھے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا گیا اور میں مسلسل مرکز آتا رہا۔ اس کے کچھ دنوں بعد میں نے نمازیں پڑھنی شروع کردیں۔ یاد رہے کہ اس سے قبل میں نے کبھی نماز نہیں پڑھی تھی۔ رفتہ رفتہ میری تسلی ہوتی گئی اور وہ سکون جس کی تلاش میں میں مارا مارا پھر رہا تھا، مجھے حاصل ہونا شروع ہوگیا۔ چنانچہ 10 جون 2002 کو میں نے حضور خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں بیعت کیلئے خط لکھ دیا اور کچھ عرصہ کے بعد مجھے اس کا جواب بھی موصول ہوگیا، الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

خاکسار: بیعت کے وقت آپ کے کیا جذبات تھے؟

عمر بیکووف گونک بیک: جس دن خاکسار نے بیعت کیلئے خط لکھا وہ دن درحقیقت میری زندگی کا ایک یادگار دن تھا اور میں اس دن کو اپنے دوسرے جنم سے تعبیر کرتا ہوں۔ اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس سے قبل میں ہر طرح کی دینی جماعتوں کے پاس گیا مگر میری زندگی میں کوئی خاص تبدیلی واقع نہ ہوسکی۔ جبکہ بیعت کے بعد میری زندگی میں حقیقی روحانی انقلاب برپا ہوچکا تھا۔ نماز میرے لئے ایک بالکل اجنبی چیز تھی مگر آج یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پنجوقتہ نماز میری زندگی کا ایک جزو بن چکی ہے۔ اور تہجد میں ناغہ کرنا میرے لئے ایک امر محال ہے اور آج میرا دل یقین سے پر ہے کہ جب انسان سچائی کی تلاش میں نکل پڑتا ہے تو اس کی منزل اسے ضرور مل جاتی ہے اور اسی منزل پر پہنچ کر ہی اس کی حقیقی پرورش ہوتی ہے اور سے ترقی نصیب ہوتی ہے۔ اور یہی وقت دراصل اسکی قلبی تسکین کا وقت ہوتا ہے۔

خاکسار: آپ جماعت احمدیہ اور دوسرے لوگوں میں کونسا فرق محسوس کرتے ہیں؟

عمر بیکووف گونک بیک: سب سے بڑا فرق تو یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات کی حقیقی معرفت نصیب ہوتی ہے اور حقیقی اسلام سے آگاہی ہوتی ہے۔ اگر مسائل کی بات کریں تو وفاتِ مسیح ہی بنیادی مسئلہ ہے باقی سب اسی کی ذیل میں آتے ہیں۔ علاوہ ازیں احمدیت میں داخل ہونے کے بعد روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ علمی ترقی بھی نصیب ہوتی ہے۔ مثلاً ایک احمدی نہ صرف اسلام سے مکمل آگاہی حاصل کرتا ہے بلکہ اسے دوسرے ادیان کے بارہ میں سیر حاصل اور حقیقی معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔

خاکسار: آپ اپنے احمدی بھائیوں کے نام کیا پیغام دینا پسند فرمائیں گے؟

عمر بیکووف گونک بیک: میں اپنے تمام بھائیوں کی خدمت میں یہی عرض کروں گا کہ ایمان میں ترقی کرنے کیلئے کوشاں رہیں۔ مطالعہ کریں، علم حاصل کریں اور حصول علم کے دوران کبھی بھی ماندہ نہ ہوں۔ پانچوں نمازیں بروقت ادا کریں اور قرآن کریم کا گہرائی سے مطالعہ کریں۔ میرے نزدیک تمام کامیابیاں اس میں ہیں۔ اس دنیا کے دھوکا میں نہ آئیں، جتنی بھی دولت اکٹھی کرلیں وہ ادھر ہی رہ جائے گی۔ اسی طرح اپنی دولت کو اپنے تک ہی نہ محدود رکھیں بلکہ اپنے غریب بہن بھائیوں کیلئے بھی اسے خرچ کرنے سے دریغ نہ کریں۔ اسی طرح جو علم بھی احمدی حاصل کریں اسے دوسرے احمدی بھائیوں کو بھی سکھائیں۔ آخری بات جو عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تمام دنیا کے احمدی آپس میں میل جول کو زیادہ رواج دیں۔ اگر توفیق ہو تو ایک ملک کے احمدی دوسرے ممالک کے احمدیوں کے پاس جائیں اور آپس میں رشتہ اخوت کو ترقی دیں۔

خاکسار: خاکسار آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اور باقی تمام نومبائعین کو بھی اور ہم سب کو بھی ایمان کی دولت سے مالامال فرمائے، آمین۔

سانحہ ارتحال

احباب جماعت کو نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم عبدالشکور صاحب ولد مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم جماعت ویزبادن مورخہ 6 جولائی 2003ء بروز اتوار بعمر 40 سال بحرکت قلب بند ہوجانے سے وفات پاگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم جماعت کے ایک مخلص اور فعال رکن تھے۔ مرحوم 6 جولائی کو نماز سنٹر میں جماعت کے اجلاس عام کے دوران ہنستے مسکراتے انتظامات میں مصروف تھے کہ اچانک ہی دل کا دورہ پڑا جو کہ جان لیوا ثابت ہوا۔ مورخہ 11 جولائی بروز جمعۃ المبارک کو مبلغ انچارج مکرم حیدر علی ظفر صاحب نے مرحوم کی نماز جنازہ ویزبادن کے قبرستان Südfriedhof میں پڑھائی اور یہیں پر تدفین عمل میں آئی جس میں کثیر تعداد میں احباب جماعت شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔